بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمالِ حبیب ﷺ

یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا
(حلیہ مبارک) کا مختصر، جامع و مستند تذکرہ۔

ترتیب

محمد حبیب الرحمٰن حسامی
فاضل دارالعلوم حیدرآباد

ناشر

مکتبۂ احیاء سنت

مدرسہ امداد العلوم، نزد کریمینل کورٹ، لال ٹیکری، حیدرآباد، اے پی، انڈیا۔
Phone:3325952

تفصیلات کتاب

نام کتاب : جمالِ حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)

نام مرتب : محمد حبیب الرحمٰن حسامی

صفحات : ۴۰

921.914

سن اشاعت : شعبان ۱۴۲۰ھ مطابق نومبر ۱۹۹۹ء

تعداد بار سوم : تیرہ سو (۱۳۰۰)

کتابت و طباعت : امداد گرافکس Ph:(040) 4557645

باہتمام : ڈاکٹر محمد نثار احمد صاحب اقبال

(اسسٹنٹ پروفیسر نظامیہ طبی کالج، حیدرآباد)

ناشر : مکتبہ احیاء سنت 11-5-597 مدرسہ امداد العلوم

جامع مسجد ٹین پوش، لال ٹیکری، حیدرآباد۔

قیمت : Rs.10/- دس روپے۔

☆☆☆ ملنے کے پتے ☆☆☆

☆ مکتبہ احیاء سنت (ناشر)۔

☆ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد، شیورام پلی، حیدرآباد۔

☆ فضل بک ڈپو، متصل جامع مسجد معظم پورہ، ملے پلی۔

☆ مکتبہ فیض ابرار، متصل جامعہ اشرف العلوم، اکبر باغ، حیدرآباد۔

☆ مدرسہ دارالعلوم حسامیہ، محلہ دستگیر، چٹگوپہ، ضلع بیدر (کرناٹک)۔

☆ ہندوستان پیپر امپوریم، مچھلی کمان، چارمینار، حیدرآباد۔

☆ محمد بلال امین حسامی یوسفیہ کالونی، پربھنی مہاراشٹرا۔

انتساب

مادر علمی جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدر آباد
کے نام جس کے علمی ماحول نے مجھے قلم پکڑنا
سکھایا اوران تمام اساتذہ کرام کے نام جن کی
شفقتوں کے زیر سایہ میں نے اپنا علمی سفر
شروع کیا اور اس قابل ہوا کہ سرکار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک پر یہ چھوٹا
سا کتابچہ ترتیب دے سکوں۔

فہرست مضامین

ارشاد عالی

استاذی حضرت مولانا محمد حسیب الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدر آباد

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد و آلہ و صحبہ اجمعین اما بعد

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک اور جمال جہاں آرا کا بیان بڑی سعادت کی بات ہے۔ صحابہ میں بھی اس کا خوب چلن تھا۔ ہند بن ابی ہالہ تو اس میں خوب پیش پیش تھے۔ قدیم مصنفین میں سے محدث عبدالرزاق (م۲۱۱ھ) نے اپنے مصنّف کا اختتام ہی بطور تفاؤل کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل پر کیا ہے۔ علماء کی اس موضوع پر بہت سی مختصر و مطول تحریریں پائی جاتی ہیں،اس موضوع پر سب سے مفید اور مقبول عام امام ترمذی کا وہ مجموعہ ہے جو شمائل ترمذی کے نام سے امت کے درمیان پایا جاتا ہے۔ اور درس نظامی کے منتہی درجہ کے طلبہ کو باضابطہ پڑھایا جاتا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدر آباد کے ایک ہونہار طالب علم عزیزی مولوی محمد حبیب الرحمن سلمہ نے شمائل ترمذی کی روشنی میں آپؐ کے حلیہ مبارک پر ایک مجموعہ تیار کیا ہے۔ اور مزید افادہ کی غرض سے دوسری کتابوں سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ اس طرح انہوں نے آپؐ کا ایک مختصر لیکن جامع حلیہ مبارک کتابوں کے حوالہ سے مزین کرکے بہت مفید بنایا ہے۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم اس کو امت میں قبول عام اور اپنی بارگاہ میں حسن قبول سے نوازے اور عزیز مکرم کو مستقبل میں مزید علمی خدمات کی توفیق ارزانی کرے۔

والحمد اولا و آخرا

(مولانا) محمد حسیب الرحمن قاسمی (صاحب مدظلہ)

رائے گرامی

استاذی حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد و خطیب جامع مسجد ملے پلی، حیدرآباد

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ اما بعد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تذکرہ خواہ وہ حسن سیرت سے متعلق ہو یا حسن صورت سے باعث خیر ہے۔ اور یہ علامت حُب نبیؐ اور سبب حُب نبیؐ ہے۔ اسی لئے ہر زمانہ میں اصحاب علم اور اہل قلم نے اپنی اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے اس عظیم سعادت کے حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ حضرات صحابہؓ جہاں سیرت نبویؐ کے حقیقی شیدائی تھے وہیں صورت نبویؐ سے والہانہ محبت و عقیدت بھی رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہیکہ سراپائے نبی انورؐ کی مکمل تفصیلات متعدد روایات میں موجود ہیں جنہیں جمع کر کے اہل علم نے مستقل کتابیں لکھیں، یا انہیں ضخیم کتابوں کا ایک اہم جز بنایا۔ چونکہ ہر فرد کا ضخیم کتب سے استفادہ دشوار ہوتا ہے۔

اسی لئے عزیزم محمد حبیب الرحمن سلمہ متعلم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد نے مختلف کتب سے حلیہ مبارک کے متعلق مواد جمع کر کے ایک چھوٹا سا رسالہ سادہ زبان میں ترتیب دیا ہے۔

عزیز موصوف کی یہ بالکل ابتدائی اور پہلی کوشش ہے، اسلئے حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔ حق تعالی اس کو قبول فرمائیں اور کتابچہ کو شرف قبول بخشیں۔

والسلام

(حضرت مولانا) محمد جمال الرحمن مفتاحی (صاحب مدظلہ)

حرفِ اولین

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف المرسلین وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد

احقر کی ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی سیرت پاک پر کوئی جامع و مستند کتاب ترتیب دی جائے۔ کیونکہ سیرت پاک پر ارباب سیر نے بہت سی ضخیم کتابیں لکھی ہیں مگر صورت پاک (حلیہ مبارک) پر مختصر اور عام فہم اسلوب میں بہت کم کتابیں ہیں۔ جبکہ آپ ؐ کے ظاہری حسن و جمال اور آپ ؐ کے سراپا (حلیہ مبارک) کی تفصیل جہاں بڑی سعادت کی بات ہے وہیں ہر مومن کو اسے اس نیت سے بھی معلوم کرنا چاہئے کہ محبت میں زیادتی ہوتی ہے۔ اسلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے دیدار کے لئے بے چین رہتے تھے، اور آپ ؐ کے پردہ فرمانے کے بعد آپ ؐ کے حلیہ مبارک کو اپنی اولاد کے سامنے بیان کرتے تھے۔

آنے والی ان سطور میں حدیث اور سیرت کی مستند کتابوں کے حوالہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے حلیہ مبارک کو بیان کیا گیا ہے، جن میں قابل ذکر کتابیں یہ ہیں (۱) شمائل ترمذی (۲) خصائل نبوی (۳) مدارج النبوہ (اردو) (۴) الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ وغیرہ اس کتاب کی

ترتیب دینے کے دوران استاذی حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی مدظلہ صدر شعبہ افتاء و استاذ حدیث دار العلوم حیدر آباد گاہے گاہے مفید مشوروں سے نوازے ہیں اور تصحیح بھی فرمائی ہے۔ نیز دیگر اساتذہ کرام سے بھی اس سلسلہ میں کافی مدد ملی۔ جن میں استاذی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسیب الرحمن صاحب قاسمی و استاذی حضرت مولانا محمد جمال الرحمن صاحب مفتاحی و استاذی حضرت مولانا سید احمد و میض صاحب ندوی دامت برکاتہم ہیں اور رفقاء دور حدیث (۱۴۲۰ھ) نے بھی اس علمی کام میں خوب ساتھ دیا ہے۔ اللہ تعالی اساتذہ اور احبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کاوش کو قبول فرماکر نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

نوٹ: اہل علم حضرات سے گذارش ہیکہ اس کتاب میں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو مطلع فرمادیں۔

والسلام مع الاحترام

محمد حبیب الرحمن حسامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قد (جسم) مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد کے تھے نہ بہت لانبے تھے نہ بہت پست قد تھے اتنے لانبے نہیں تھے کہ دیکھنے میں برا لگے اور نہ ہی اتنے پست قد تھے کہ ناٹے معلوم ہوں۔ (شمائل ترمذی)

پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجمع میں ہوتے تو سب سے اونچے اور ممتاز معلوم ہوتے تھے، درحقیقت یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ باوجود میانہ قد ہونے کے سب سے ممتاز اور اونچے نظر آتے تھے، علماء نے اس معجزہ کی وجہ یہ بیان فرمائی ہیکہ سارے لوگ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے لئے تڑپتے تھے خاص کر وہ حضرات جو دور دراز سے پہلی مرتبہ ہی آئے ہوئے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا زیادہ اہتمام ہوا کرتا تھا اسی لئے اللہ تعالی نے آپؐ کو یہ ممتاز معجزہ بھی عطا فرمایا تھا تاکہ دیکھنے والے آپ کا دیدار بآسانی کرسکیں۔

ایک روایت میں ہیکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت لانبے تھے اور نہ بہت پست قد تھے جب آپؐ تنہا ہوتے تو درمیانی قد والے معلوم ہوتے اور جب قوم کے درمیان ہوتے تو سب سے بلند و بالا معلوم ہوتے، اور ایک جگہ وہ فرماتی ہیں کہ آپؐ اگر دو آدمی کے

درمیان ہوتے تو آپ ان دونوں سے بلند نظر آتے اور جب ان دونوں سے جدا ہوتے تو متوسط القامت نظر آتے۔ نیز مجلس میں آپؐ کے دونوں شانے مبارک بلند سے بلند تر معلوم ہوتے۔ (الانوار المحمدیہ و بیہقی)

پیشانی مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کشادہ اور فراخ تھی اور دونوں ابروں کے درمیان ایک رگ تھی جو (خلاف شرع کام کرنے والے پر) غصہ کرتے وقت ابھر جاتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے نیک بختی سعادت مندی اور نورانیت ٹپکتی رہتی تھی۔

(مدارج النبوۃ اردو جلد:۱/ قسط:۱/ صفحہ:۱۷)

ہند ابن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو باریک خمدار اور گھنے تھے دونوں ابرو جدا جدا تھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ (شمائل ترمذی)

لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں بیان فرمایا ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کشادہ اور بھنویں ملی ہوئی تھیں اور ہند ابن ابی ہالہ کی درج بالا حدیث میں من غیر قرن (یعنی ابرو کے بال ملے ہوئے نہیں تھے) آیا ہے ارباب سیر نے ان دونوں روایات میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ اصل اور صحیح روایت سے تو یہ ثابت ہیکہ ابرو کے بال ملے ہوئے

نہیں تھے اور جس روایت سے باہم ملنے اور اتصال کا ذکر ہے اس سے مراد چند خفیف بالوں کا ملنا ہے، بہت گھرے ملے ہوئے نہیں تھے کہ جس سے دونوں ابرو پیوست ہو۔ (مدارج النبوہ جلد:۱/ قسط:۱/ صفحہ:۲۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکیں، سیاہ، دراز اور گھنی تھیں۔ (شمائل)

پُرنور آنکھیں

آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ تھی اور اس کی سفیدی والا حصہ خوب سفید تھا اور اس حصے میں لال ڈورے پڑے ہوئے تھے۔ (شمائل)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور بھنویں دراز تھیں، بڑی ہونے کا مطلب تنگ اور چھوٹی آنکھ ہونے کی نفی کرنا ہے اتنی بڑی نہیں تھیں کہ آنکھیں باہر نکلی ہوئی معلوم ہوں بلکہ اعتدال کے ساتھ بڑی تھیں ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سلسلہ میں اکحل العینین کا لفظ آیا ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بغیر سرمہ لگائے سرمگیں نظر آتی تھیں۔

(مدارج النبوۃ جلد:۱قسط:۱صفحہ:۱۷)

پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات کو اپنی آنکھوں میں اثمد سرمہ لگایا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے کہ تم اثمد سرمہ لگایا کرو کیونکہ وہ آنکھ کی روشنی تیز کرتا ہے اور پلکیں بھی اگاتا ہے۔ (شمائل ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بینائی خوب تیز تھی حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں بھی ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں۔ (بخاری وبیہقی)

ناک مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلندی کی طرف کچھ مائل تھی اور اس پر ایک چمک اور نور تھا پہلی مرتبہ آپ کو دیکھنے والا بڑی اور لمبی ناک والا سمجھتا تھا، لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا کہ حسن اور چمک کی وجہ سے وہ بلند معلوم ہوتی ہے، فی نفسہ زیادہ بلند نہیں تھی بلکہ اعتدال کے ساتھ لمبی تھی۔

(شمائل اور خصائل)

دہن (منہ) مبارک

حضور صلی االلہ علیہ وسلم کا دہن (منہ) شریف فراخ اور کشادہ تھا۔ (مسلم شریف)۔۔۔۔ اہل عرب مردوں کیلئے کشادہ دہنی کو قابل تعریف اور تنگ دہنی کو قابل مذمت ٹھراتے تھے عرب کے شعراء تنگ دہن کو معشوق اور محبوب سے نسبت دیتے تھے گویا ان کے نزدیک تنگ دہن ہونا عورتوں کے اوصاف میں سے تھا۔ اس لئے اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراخ دہنی سے نوازا۔ دوسری روایت میں یفتح الکلام ویختمه باشداقه کا اضافہ ہے مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے منہ مبارک سے جو بھی بات نکلتی تھی تام اور کامل ہوتی تھی شکستہ اور ناقص الفاظ استعمال نہیں فرماتے تھے، گویا

فراخ دہنی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فصیح ہونے کو بتایا گیا ہے۔
(مدارج النبوۃ جلد: ۱/ قسط: ۱/ صفحہ: ۲۱)

دندان (دانت) مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک موتی کی طرح آبدار تھے، سامنے کے دانتوں کے درمیان تھوڑا سا فصل تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو سامنے کے دانتوں سے ایک نور سا ظاہر ہوتا تھا۔ علامہ مناوی ؒ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی حسی چیز تھی جو بطور معجزہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں کے درمیان سے نکلتی تھی۔ (مستفاد از شمائل ترمذی و خصائل نبوی)

لعاب مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک بیماروں کیلئے باعث شفاء تھا، خیبر کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا تھا کہ کل میں (جنگی) جھنڈا ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دونگا کہ اللہ تعالی اس کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائے گا وہ شخص اللہ اور اسکے رسول ؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ دوسرے دن تمام صحابہؓ امیدوار تھے کہ اپنے کو دیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ کہاں ہیں تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ علیہ وسلم انکی آنکھوں میں درد (آشوب) ہے آپؐ نے فرمایا ان کو ادھر بھیجو چنانچہ ان کو لایا گیا آپؐ نے اپنا لعاب دہن ان کی دونوں آنکھوں میں لگایا تو دونوں آنکھیں ایسی اچھی ہوگئیں گویا اس میں درد ہی نہیں تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن نہایت خوشبودار بھی تھا۔ایک کنویں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی فرمائی تو اس سے مشک کی طرح خوشبو آنے لگی۔

اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس ؓ کے مکان کے کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالے تھے تو مدینہ میں کوئی کنواں اس سے زیادہ میٹھا اور شیریں نہ تھا اس طرح کی کئی روایات اور واقعات ہیں جس سے آپ کے لعاب دہن کی برکت اور عظمت معلوم ہوتی ہے۔

(الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ صفحہ: ۲۰۰)

کان مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان کامل اور مکمل تھے (حوالہ جامع صغیر) اور دوسروں کے مقابلہ میں آپ کی قوت سماعت بھی زیادہ تھی۔

آواز مبارک اور انداز گفتگو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بولی بڑی شیریں اور پیاری تھی تمام بولیوں سے زیادہ حسین اور دلکش تھی کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خوش آواز نہیں گذرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی توصیف اور تعریف کرتے ہوئے حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر خُوش آواز اور خُوش رُو یہاں تک کہ ہمارے نبی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان اوصاف میں فائق تر اور بلند تر تھے جہاں تک کسی کی آواز نہ

پہونچتی ہو وہاں تک آپ کی آواز مبارک بے تکلف پہونچ جاتی تھی خصوصاً ایسے خطبوں کی آواز جس میں نصیحت یا خدا سے ڈرانا ہوتا تھا حتی کہ پردے میں بیٹھی ہوئی خواتین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن لیا کرتی تھیں۔

حجتہ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں جو خطبہ دیا تھا اس کو تمام صحابہ کرامؓ نے سنا تھا، (جبکہ اس وقت وہاں پر موجودہ تعداد تقریبا ایک لاکھ تیس ہزار تھی) اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ منیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی تعبیر کرتے جارہے تھے اس سے مراد اس کلام کی توضیح وتفسیر ہے آواز کو سنوانا مقصد نہیں ہے آواز توسب سن رہے تھے۔

(مدارج النبوۃ جلد:۱/ قسط:۱/ صفحہ: ۲۴، ۲۳)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگاتار اور جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر بات کو الگ الگ بیان فرماتے تھے اور ان باتوں کو پاس بیٹھنے والے حضرات اچھی طرح سے ذہن نشین کرلیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک ہموار، پُر گوشت اور نرم تھے۔ (شمائل ترمذی)

جس کی وجہ سے آپؐ حسین اور خوشنما معلوم ہوتے تھے۔

گردن مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک چاند کی طرح صاف وشفاف اور خوبصورت تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی گڑیا کی گردن ہے۔

(شمائل وخصائل)

سر مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک اعتدال کے ساتھ عظیم تھا اتنا بڑا نہیں تھا کہ دیکھنے میں برا معلوم ہو، سر کا قدرے بڑا ہونا باطنی کمالات اور کامل عقل ہونے کی نشانی ہے۔ اس لئے اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ امتیاز بخشا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد:۱/قسط:۱/ صفحہ:۲۸)

زلف مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال بہت گھنے تھے نہ بالکل گھُنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ قدرے خمدار تھے۔ (شمائل ترمذی)

اس سے زلف مبارک کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہوگیا تھا۔

زلف کی حد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زلف کی لمبائی کے سلسلہ میں تین مختلف روایتیں حدیثوں میں آئی ہیں۔

(۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زلف کان کی لو تک تھے۔ (عظیم الجمة الی شحمة اذنیه)

(۲) حضرت براا بن عازب ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ کے بال مونڈھوں تک تھے۔ (له شعر يضرب منكبيه)۔

(۳) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک تھے۔ (كان شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى نصف اذنيه) (شمائل ترمذی)

لیکن ان تمام روایات میں کوئی تعارض اور اختلاف نہیں ہے کیونکہ بال بڑھنے والی چیز ہے ایک زمانہ میں نصف کان تک تھے تو دوسرے زمانہ میں کان کی لو تک اور جب مزید بڑھ گئے تو مونڈھوں تک آگئے ہوں، اور جو صحابی نے جس زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو دیکھا تو انہوں نے وہی حال بیان کر دیا اور حضرت براء بن عازبؓ ہی سے اس کے متعلق جو دو قسم کے مختلف احادیث منقول ہیں۔ اس کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ پہلی مرتبہ جب انہوں نے دیکھا تھا تو کان کی لو تک تھے اور جب دوسری مرتبہ مشاہدہ کیا تو مونڈھوں تک پہنچ چکے تھے بعض علماء کرام نے ان تینوں روایات میں تطبیق دیتے ہوئے یوں فرمایا ہیکہ سر مبارک کے اگلے حصہ کے بال نصف کانوں تک پہونچ جاتے تھے اور سر کے درمیانی حصہ کے بال کانوں کی لو تک اور سر کے آخری حصہ کے بال مونڈھوں تک پہونچ جاتے تھے بہر حال تینوں طرح کی روایات صحیح سند سے ثابت ہیں۔

(مستفاد از انوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ)

نوٹ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو بال کٹوانے سے منع فرمایا ہے۔ (نسائی صفحہ: ۲۷۵)

اور صحابیاتؓ میں سے کسی سے بھی سر کے بال کٹوانا ثابت نہیں ہے، اور یہ حقیقت ہیکہ عورتوں کے بال جتنے بڑے ہوتے ہیں اسکی خوبصورتی میں اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے لیکن آج کل کا دور بالکل الٹا ہوچکا ہے کہ عورتیں بال کٹوانے کو فیشن سمجھ رہی ہیں یہ بہت بری اور غلط رسم چل پڑی ہے اس فیشن پر عمل کرنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد کی کھلی مخالفت ہورہی ہے۔ ان بال کٹوانے والی عورتوں کو سوچنا چاہیئے کہ اسلام نے ان کو جو حقوق عطاء کئے ہیں اس کی نظیر (مثال) کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ اسلام سے پہلے عورت کو گری ہوئی نظروں سے دیکھا جاتا تھا مگر اسلام نے اس کو گھر کا ملکہ بنایا لہذا وہ اس احسان عظیم کو یاد رکھیں اور اسلام کے دستور حیات کو اپنانے کی کوشش کریں۔ اسی طرح یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ عورتوں کو اپنے بالوں کے ساتھ کسی دوسرے انسان کے بال جوڑنا اور اس کی چوٹی بنانا جائز نہیں ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (لعن اللہ الواصلة والمستوصلة) اور ایک روایت میں اسے (فانه زور) کہا گیا ہے۔ یعنی وہ جھوٹ کو آراستہ کررہی ہیں۔ (نسائی صفحہ: ۲۸۰)

لہذا اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے انسانی بالوں کا جوڑنا فریب اور

دھوکہ دینا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کے مستحق بننا ہے اس لئے اپنے بالوں کے ساتھ کسی انسانی بالوں کو نہ جوڑیں، البتہ دیگر حیوانات کے بالوں کو چوٹی بنا کر استعمال کرنا جائز ہے۔ (مستفاد از جدید فقہی مسائل)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کنپٹیوں میں تھوڑی سی سفیدی تھی اور حضرت انسؓ ہی کی دوسری روایت میں ہیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک میں صرف چودہ[۱۴] بال سفید تھے اور دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی مبارک میں کل سترہ[۱۷] یا بیس[۲۰] بال سفید تھے۔ (شمائل ترمذی)

لیکن یہ کوئی اختلاف یا تعارض کی بات نہیں ہے کیونکہ مختلف زمانوں پر اس کو محمول کیا جاسکتا ہے اور شمار کرنے والے کے شمار میں بھی فرق ہوسکتا ہے۔ نیز یہ اندازے کی بات ہے ہوسکتا ہیکہ ایک صحابی نے چودہ اور دوسرے نے سترہ اور بعض دوسرے حضرات نے اٹھارہ اور بیس کا اندازہ کیا ہو۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی سفیدی تیل کے استعمال کے وقت محسوس نہیں ہوتی تھی، تیل کے استعمال کے وقت چونکہ سب بال چمکنے لگتے ہیں اس لئے بالوں کی سفیدی تیل کی چمک

کے اندر مل جاتی تھی یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تیل کی وجہ سے بال جم جاتے تھے، جس کی بنا پر سفید بال اپنی قلت اور کم ہونے کی وجہ سے چھپ جاتے تھے۔

(شمائل ترمذی)

سفید بال کی وجہ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہؐ آپ بوڑھے ہوگئے ہیں؟ (کہ آپ کے بال سفید ہوگئے اس کی کیا وجہ ہے؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سورہ ھود، واقعہ، مرسلات، عم یتسالون اور سورہ کورت نے بوڑھا بنادیا ہے، اور ایک روایت میں ہے (شیبتنی ھود و اخواتھا) کہ مجھ کو سورہ ھود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے بوڑھا بنادیا۔ (شمائل ترمذی)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے دولت کدہ سے تشریف لاتے ہوئے اپنی ڈاڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر رہے تھے، حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابو بکرؓ یہ منظر دیکھ کر عرض کیا یارسول اللہؐ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں کس قدر جلدی آپؐ پر بڑھاپا آگیا اور یہ کہہ کر رونے لگے اور آنسو جاری ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ ھود جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کردیا ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ سورہ ھود اور اس جیسی دیگر سورتوں سے مراد وہ سورتیں ہیں جن سورتوں میں قیامت، جہنم اور بدبخت لوگوں کے انجام وغیرہ

کا ذکر آیا ہے، کیونکہ یہ تمام آخرت کے احوال ہیں جو بہت ہی حیران کن اور خطرناک ہونگے چنانچہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جو امور آخرت کے متعلق میں جانتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہو جائیں تو تم ہنسنا بہت ہی کم کر دیتے اور اکثر اوقات روتے رہا کرتے حتیٰ کہ بیویوں کے پاس جانا چھوڑ دیتے۔

امام زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص شام کے وقت بالکل کالے بال والا جوان تھا، ایک ہی رات میں بالکل سفید بال والا ہو گیا، لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس شخص نے کہا میں نے رات میں قیامت کا منظر دیکھا ہے کہ لوگوں کو زنجیروں سے کھینچ کر جہنم میں ڈالا جارہا ہے۔ اس کی دہشت اور ہیبت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ ایک ہی رات میں مجھے اس حالت میں پہونچا دیا، یعنی پورے بال سفید ہو گئے۔

(خصائل نبوی صفحہ: ۵۲)

ہم سب کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئیے کہ ہم کو بھی ایک دن اس دنیا سے جانا ہے اور آخرت، قبر اور حشر والی زندگی سے دوچار ہونا ہے وہاں حساب بھی دینا ہے اگر ہم اس بات کو ہمیشہ اپنے فکروں اور ذہنوں میں بٹھائے رکھیں تو دینی اور دنیوی ہر دو اعتبار سے کامیابی ہو سکتی ہے۔ اسلئے ایک بزرگ نے اپنے گھر میں ایک قبر کھود رکھی تھی اور روزانہ اس قبر میں اتر کر کچھ دیر اس میں لیٹتے اور اپنے نفس سے کہتے کہ ایک دن تمہیں اس طرح قبر میں اتارا

جائیگا، منکر نکیر تمہارے پاس آئیں گے اور تمہاری زندگی کے بارے میں سوال کریں گے اس طرح وہ بزرگ فکر آخرت تازہ کرتے تھے نیز صوفیا کرام نے ایک بات یہ بھی بتائی ہیکہ اگر انسان قبر کو ہمیشہ یاد کرتا رہے تو وہ کبھی بھی گناہ نہیں کرسکتا، گویا یہ گناہوں سے بچنے کا نسخہ ہے۔

شرح السنہ میں لکھا ہے کہ ایک صاحب کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی انہوں نے پوچھا یارسول اللہ مجھے یہ حدیث پہونچی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہیکہ سورہ ھود نے مجھے بوڑھا بنادیا، کیا بات ہے؟ یعنی اس کا کیا مطلب ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس میں ایک آیت ہے جس نے مجھے بوڑھا کردیا، وہ آیت یہ ہے

فاستقم کما امرت الخ (سورہ ھود)

یعنی دین پر ایسی مضبوطی کے ساتھ جمے رہو جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔

(مستفاد از خصائل نبوی صفحہ: ۵۱)

اسلیئے بزرگان دین کہتے ہیں کہ استقامت ہزار کرامتوں سے افضل ہے۔

سینہ مبارک

آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک فراخ اور کشادہ تھا، دونوں مونڈھوں کے درمیان اعتدال کے ساتھ فصل تھا۔ سینہ کا چوڑا اور کشادہ ہونا شجاعت اور بہادری کی علامت ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بھی نمایاں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس آدمیوں کی طاقت تھی اور ترمذی

شریف کی روایت کے مطابق چالیس جنتیوں کی طاقت تھی اور ایک جنتی کی طاقت دنیا کے سو آدمیوں کے برابر ہوتی ہے اس طرح گویا آپؐ کو چار ہزار دنیوی انسانوں کی طاقت دی گئی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے لیکر ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی۔ (ذو مسربة) ۔۔۔۔۔ اسکے علاوہ چھاتی اور پیٹ پر بال نہیں تھے البتہ دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینہ مبارک کے اوپری حصہ پر کچھ بال تھے۔ (مستفاد از شمائل ترمذی و خصائل نبوی)

بطن (پیٹ) مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بطن (پیٹ) مبارک ہموار اور برابر تھا، یعنی پیٹ سینہ سے بلند نہیں تھا بلکہ دونوں برابر تھے۔ سواء البطن والصدر (شمائل ترمذی)

بغل شریف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل شریف سارے بدن مبارک کی طرح سفید تھی، امام طبریؒ کہتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی ورنہ آپؐ کے سواء اکثر لوگوں کے بغل کا رنگ کالا ہوتا ہے امام قرطبیؒ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغل میں بال نہیں تھے لیکن علماء فرماتے ہیں کہ یہ بات ثابت نہیں ہے کیونکہ جلد کی سفیدی سے یہ لازم نہیں آتا کہ بغل میں بال نہ ہوں، جبکہ احادیث میں نتف ابطیه آیا ہے کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم بغل کے بال کو اکھیڑ لیا کرتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے بغل میں بال تھے۔

آپؐ کے بغل شریف سے خوشبو آتی تھی ایک صحابیؓ کا بیان ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بغلگیر ہوئے تو آپ کے بغل شریف کے پسینہ سے مشک کی طرح خوشبو آرہی تھی۔ (مدارج النبوۃ جلد: ۱/ قسط: ۱/ صفحہ: ۳۶)

مہر نبوت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان (پشت پر) مہر نبوت تھی اور وہ مقدار میں کبوتر کے انڈے جیسی تھی، جو درحقیقت ایک اُبھرا ہوا گوشت تھا جسکے چاروں طرف تِل تھے جو گویا مسّوں کے برابر معلوم ہوتے تھے، اور اس کے اطراف چند بال تھے۔

مہر نبوت پر کیا لکھا ہوا تھا، یہ صحیح روایات سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ ابن حبانؒ وغیرہ نے صراحت کی ہیکہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا اور دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر سر فانت المنصور (ترجمہ: تم جہاں چاہے جاؤ تمہاری مدد کی جائے گی) لکھا ہوا تھا۔

دراصل مہر نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ اور علامت نبوت تھی، چونکہ سابقہ کتب سماوی میں اس بات کی پیشنگوئی کی گئی تھی کہ آخری نبی جو مبعوث ہونگے ان کی ہجرت کی جگہ ایسی زمین ہوگی جہاں کھجور زیادہ ہونگے، اور وہ عرب میں پیدا ہونگے، اور وہ دین ابراہیمی پر ہونگے، وہ ہدیہ نوش

فرمائیں گے، صدقہ نہیں کھائیں گے، اوران کے دونوں شانوں (مونڈھوں) کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ چنانچہ اسی مہر نبوت اور دیگر علامات کو دیکھ کر حضرت سلمان فارسیؓ ایمان لائے تھے۔ جس کا مفصل قصہ خصائل نبوی میں مذکور ہے۔

(مستفاد از شمائل ترمذی و خصائل نبوی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور انگلیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیاں دراز تھیں اوران پر کچھ کچھ بال تھے، ہتھیلیاں فراخ، کشادہ، پر گوشت اور نرم و ملائم تھیں انگلیاں (تناسب کے ساتھ) لانبی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی نرمی کے سلسلہ میں حضرت مستور بن شدادؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے پوچھا تو والد صاحب نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا اور میں نے آپؐ سے مصافحہ کیا آپ کا دست (ہاتھ) مبارک ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ سرد تھا۔ (طبرانی عن مستور بن شداد)۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے زیادہ نرم حریر و دیبا کو نہ پایا۔

(بخاری عن انس بن مالک)

حالانکہ حریر ریشمی کپڑوں میں سب سے زیادہ نرم ہوتا ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک اس سے بھی زیادہ نرم تھا، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے رخسار پر اپنا دست اقدس

پھیرا تو حضرت جابر کو ایسی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس ہوئی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی عطر کی ڈبیہ سے اپنا ہاتھ نکالا ہو۔ (مسلم ثانی صفحہ: ۲۵۶)

حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا ہوں تو میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مس ہونے (ملنے) کی وجہ سے ایسا معطر اور خوشبو دار ہو جاتا ہے کہ میں دن بھر اپنے ہاتھوں کو سونگھتا رہتا ہوں اور اس میں مشک (نافہ) سے بہتر خوشبو پاتا رہتا ہوں۔

(طبرانی و بیہقی)

ان تمام روایات اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک ہمیشہ معطر اور ٹھنڈا رہتا تھا لیکن ٹھنڈک سے وہ ٹھنڈک مراد نہیں ہے جو مزاج اور طبیعت کی برودت اور خشکی کی وجہ سے ہوتی ہے اور سرد پسینہ آنے لگتا ہے اور اس کے چھونے کو لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سرد اور ٹھنڈک پن اعتدال مزاج اور حرارت کا غلبہ نہ ہونے کی وجہ سے تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کو چھونے سے راحت اور سکون محسوس ہوتا تھا، کراہیت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ (مدارج النبوۃ جلد: ۱/ قسط: ۱/ صفحہ: ۳۹، ۴۰)

ڈاڑھی مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی اور آپؐ اپنی ڈاڑھی مبارک میں تیل لگایا کرتے تھے اکثر اس میں کنگھا کرتے اور اس کو اچھے

انداز سے رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ شفائے قاضی عیاض میں کہا گیا ہے کہ
اللحیۃ یملا صدرہ یعنی آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی ڈاڑھی مبارک کے
بال اتنے زیادہ تھے کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا سینہ مبارک ڈھب
گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی ڈاڑھی مبارک کی لمبائی کتنی تھی یہ صحیح
روایات سے منقول نہیں ہے البتہ وظائف النبی میں کہا گیا ہے کہ آپ صلی
اللہ علیہ و سلم کی ڈاڑھی مبارک چار انگل تھی اس سے کم نہیں ہوتی تھی۔
(لیست اسنادہ بالقوی) (مدارج النبوۃ جلد: ۱/ قسط: ۱/ صفحہ: ۳۲۰۳۴)

یہ حقیقت ہیکہ ڈاڑھی کا لمبا رکھنا آدمی کے اندر نکھار اور حسن پیدا
کرتا ہے خصوصاً جبکہ ڈاڑھی گھنی ہو نیز آپ صلی اللہ علیہ و سلم اپنی ڈاڑھی
مبارک کو تھوڑی کے نیچے کر کے گرہ نہیں لگاتے تھے بلکہ ڈاڑھی پر گرہ لگانے
اور اسکو اندر دبا کر رکھنے والے پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔
چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا فان محمد ابری منہ یعنی اس
شخص کا جو ڈاڑھی پر گرہ لگاتا ہے مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (نسائی صفحہ: ۲۷۷)

لہذا ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی ڈاڑھی کو سنت کے مطابق رکھیں، اس
میں کنگھی کیا کریں۔ اسے تھوڑی کے نیچے دبا کر چھپانے کی کوشش نہ کریں۔

ڈاڑھی کی شرعی مقدار

ڈاڑھی کہاں تک رکھیں اس کے بارے میں احناف کی رائے یہ ہے
کہ وہ ایک مشت سے کم نہ ہو اس سے بڑھے ہوئے حصہ کو کاٹ سکتے ہیں جیسا

کہ عبداللہ بن عمر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کان ابن عمر رضی اللہ عنہما اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ۔ (بخاری شریف)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں لیتے اور اس سے بڑھے ہوئے بالوں کو کاٹتے تھے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہیکہ ڈاڑھی اگر ایک مٹھی سے بڑھ جائے تو اس کو کاٹ سکتے ہیں، لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی کی دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیں (عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انھکوا الشوارب و اعفوا االلحی۔

(بخاری شریف ثانی، صفحہ: ۸۷۵)

یعنی آپ ؐ نے فرمایا کہ لبوں کو تراشنے میں مبالغہ کرو اور ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دو اسے مت چھیڑو۔ بظاہر ان دونوں احادیث میں ٹکراؤ معلوم ہورہا ہے چنانچہ اس کے درمیان بعض شارحین تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا فعل یعنی ڈاڑھی کا ایک مشت سے زائد حصہ کا کترانا حج اور عمرہ کے ساتھ خاص تھا اور آپ ؐ کا ارشاد عام حالات سے متعلق ہے اور اس سلسلہ میں علماء کرام کی عادت مختلف رہی ہے چنانچہ منقول ہیکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی ان کے سینہ کو ڈھانپ لیتی تھی اسی طرح حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی منقول ہے۔ نیز پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلیہ میں لکھا ہوا ہے کہ آپؒ کی

داڑھی طویل و عریض تھی لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ صحابہؓ اور پیران پیرؒ کے طریق کار کو اپنا کر اپنی زندگی سنت اور اسلام کے طریقہ کے مطابق گزاریں۔

(مدارج النبوۃ جلد: ۱/ قسط: ۱/ صفحہ: ۳۲، ۳۳)

لبہائے مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں ترشواتے تھے، آپؐ نے یہ امر بھی فرمایا ہیکہ مشرکوں اور مجوسیوں کی مخالفت کرو اور اپنی ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور لبوں (مونچھوں) کے کم کرنے اور ترشوانے میں مبالغہ کرو۔ (بخاری و مسلم)

لہٰذا ہم بھی اپنی مونچھوں کو ترشوائیں، بالکل استرا نہ لگائیں، اس طرح ترشوائیں کہ اطراف لب ظاہر ہوں، اور ابرو کی مقدار میں چھوڑ دیئے جائیں البتہ غازی یعنی جنگ لڑنے والا اس سے مستثنیٰ ہے اور انہیں مستحب ہے کہ لبوں کو لمبا رکھیں تاکہ دشمنوں کی نظر میں رعب و دبدبہ ظاہر ہو، لیکن لبوں کو اتنا دراز اور لمبا نہ کریں کہ اطراف لب ہی ڈھک جائیں۔ مونچھ اس انداز کے ہوں کہ وہ منھ کے اندر نہ آئیں۔ نیز علماء فرماتے ہیں کہ لبوں کے دونوں کناروں کے بال چھوڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، حضرت عمر فاروقؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ لبوں کے گوشوں کو چھوڑ دیا کرتے تھے اس لئے اگر اطراف لب چھوڑ دیں تو کوئی حرج نہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد: ۱/ قسط: ۱/ صفحہ: ۳۲)

چہرہ انور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور نہ بالکل گول تھا اور نہ ہی بہت لانبا تھا بلکہ معتدل اور تھوڑی سی گولائی لئیے ہوئے تھا۔ (شمائل و خصائل)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن بے مثال

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا حسن و جمال ظاہر کیا جاتا تو آنکھیں اس کا تحمل نہیں کرسکتی تھیں۔ (الانوار المحمدیہ صفحہ: ۱۹۴)

البتہ آپؐ کے جتنے حسن کو صحابہ کرامؓ پر ظاہر کیا گیا ہے اور انہوں نے اس حسن کا جتنا ادراک کر کے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے اس کو یہاں لکھا جا رہا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ کے تھے، ایسی سفیدی نہیں جو چونے میں ہوتی ہے اور نہ ایسا گندمی رنگ تھا کہ جس میں کالے پن کی جھلک آجائے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید ہونے کے ساتھ چمکدار بھی تھا اور اس میں کسی قدر گندمی رنگ شامل تھا جسکی وجہ سے آپؐ کا حسن دوبالا ہوگیا تھا۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حسین و جمیل تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس اتنا خوبصورت تھا کہ میں نے اس سے زیادہ حسین چہرہ والا کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا کہ بیچ آسمان میں ہے، میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس دیکھتا اور کبھی چاند پر نظر ڈالتا، مجھے اخیر میں یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔ (ماخوذ از مسلم و شمائل)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کامل (چودھویں رات کے چاند) سے بھی زیادہ خوبصورت اور حسین تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن وجمال میں ایسے معلوم ہوتے تھے گویا کہ چاندی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن ڈھالا گیا ہو۔ (شمائل ترمذی)

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سب تشبیہات تقریبی ہیں ورنہ ایک چاند کیا ہزار چاند بھی آقاؐ کے نور کے مشابہ اور برابر نہیں ہوسکتے۔ (خصائل نبوی)

ع چاند سے تشبیہ دینا بھی کوئی انصاف ہے
چاند میں ہیں چھائیاں حضرتؐ کا چہرہ صاف ہے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر عورتیں اپنی انگلیوں کو کاٹ لیں تھیں، اگر وہ عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کو دیکھ لیتیں تو اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتیں۔ (جمع الوسائل)

ع حسنِ ظاہر میں آپؐ اجمل ہیں
خلقِ باطن میں آپؐ اکمل ہیں
بے تامل عقل یہ کہتی ہے کہ
کل خلائق میں آپؐ افضل ہیں (عکس جمال)

حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام

کے حسن سے بڑھ کر تھا، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن میں ملاحت بھی تھی جیسا کہ آپؐ نے خود فرمایا انا املح واخی یوسف اصبح۔

حضرت حسان بن ثابتؓ جو شاعرِ رسولؐ ہیں فرماتے ہیں ؎

واحسن منك لم ترقط عيني
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرا من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

ترجمہ: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ذات میری آنکھ نے نہیں دیکھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت شخص کبھی عورتوں نے نہیں جنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک پیدا کیئے گئے تھے، گویا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا گیا۔ بعض اہل سیر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو چاند سے تشبیہ دینے میں یہ حکمت ہیکہ چاند کے نور سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور فرحت اور اس کے مشاہدہ سے دل کو لذت حاصل ہوتی ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو دیکھنا بھی دل کو راحت اور فرحت کا سبب ہے یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کئے بغیر صحابہ کرام کو چین وسکون حاصل نہ ہوتا تھا۔

(مدارج النبوۃ جلد: ۱/ قسط: ۱/ صفحہ: ۱۶)

اور ایک روایت میں ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم جب مسرور (خوش) ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا چہرہ آئینہ کی طرح ہوجاتا تھا جس میں درو دیوار کے نقوش اور لوگوں کے چہرے کا عکس جھلکنے لگتا تھا۔

(مسلم شریف عن ابی الطفیل)

پُر گوشت جوڑ

آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی جوڑ کی جگہیں مثلاً کہنیاں، گھٹنے، وغیرہ سب کے سب پُر گوشت اور گُداز تھیں جو کہ قوت اور طاقت کی علامت ہے۔

(شمائل و خصائل)

پنڈلیاں مبارک

آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی پنڈلیاں باریک و لطیف تھیں پُر گوشت نہیں تھیں۔ (کان فی ساقیه خموشة)

ایک حدیث میں ہیکہ نظرت الی ساقیه کانها جمارة یعنی میں نے آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی پنڈلیوں کی طرف نظر ڈالی تو گویا وہ درختِ خرما تھا۔ یعنی جس طرح درخت خرما ہموار صاف لطیف اور سفید ہوتا ہے اسی طرح آپ ؐ کی پنڈلیاں مبارک بھی ہموار صاف اور چمکدار تھیں۔

(مدارج النبوۃ جلد:۱/ قسط:۱/ صفحہ:۴۲)

قدم مبارک

حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے قدم مبارک پر گوشت تھے اور انگلیاں بھی تناسب کے ساتھ لانبی تھیں تلوے کچھ گہرے، قدم ہموار اور بالکل صاف

ستھرے تھے کہ پانی ان پر نہیں ٹھیرتا تھا فوراً بہہ جاتا تھا۔ نیز ایڑی مبارک پر گوشت کم تھا۔ (قليل لحم العقب) (شمائل)

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے كان رسول الله صلى الله عليه و سلم احسن البشر قدما یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے قدم مبارک کی ظاہری شکل بہت حسین تھی۔ (ابن سعد)۔

آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا پسینہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے جسم اطہر سے ہمیشہ عطر لگائے بغیر خوشبو مہکتی رہتی تھی۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ و سلم امت کی تعلیم کی غرض سے عطر لگاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا پسینہ مبارک تمام عطروں سے ممتاز اور عمدہ تھا، چنانچہ حضرت انس؄ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی خوشبو عنبر نہ مشک اور نہ کوئی دیگر خوشبو آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے پسینہ سے زیادہ عمدہ سونگھی۔ (مسلم ثانی: ۲۵۷)

ایک روایت حضرت انس؄ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ و سلم ہمارے گھر تشریف لائے اور دوپہر کے وقت قیلولہ (آرام) فرمایا (چونکہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کو خواب میں بہت پسینہ آتا تھا) تو میری والدہ (ام سلیم؄) شیشی لیکر آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا پسینہ اطہر جمع کرنے لگیں، حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی آنکھ کھل گئی، فرمایا اے ام سلیم کیا کر رہی ہو، عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و سلم) پسینہ جمع کر رہی ہوں

تاکہ میں بطور خوشبو اس کو استعمال کروں، کیونکہ اسکی خوشبو سب سے زیادہ بہتر ہے۔ (مسلم ثانی : ۲۵۷)

ایک اور روایت حضرت انسؓ ہی سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے گذرتے تھے وہاں سے خوشبو مہکتی تھی اور لوگ پہچان لیتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس راستے سے گذرے ہیں۔ (مسند ابو یعلی عن انس)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کی شکل

حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے دو تسمہ والے تھے۔ ایک تسمہ والے جوتے کی ابتداء حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔ (ماخوذ از شمائل ترمذی)

ایک تسمہ والے جوتے کی ابتداء اسلئے فرمائی تاکہ دو تسمہ والے جوتے کو ضروری نہ سمجھا جائے۔ ایک تسمہ ابہام اور سبابہ (یعنی انگوٹھا اور اسکے بعد کی انگلی) کے درمیان ہوتا تھا اور دوسرا تسمہ وسطی اور بِنصر (تیسری اور چوتھی انگلی) کے درمیان ہوتا تھا۔ (خصائل نبوی)

ایک خاص بات

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اپنی کتاب "زادالسعید" میں فرماتے ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل شریف کا نقشہ صحیح سند سے مل جائے تو اسکا ادب کریں اور اسکو بوسہ دیں، مگر اس میں اتنا غلو اور

زیادتی نہ کریں کہ خلاف شرع کوئی بات ہوجائے۔ اسکو وسیلہ برکت اور محبت سمجھیں، یہ نہیں کہ تمام احکام دین چھوڑ کر اسی پر اکتفاء کریں، چنانچہ نعل شریف کے نقشہ کو انہوں نے حسب روایت امام زین العابدین" عراقی محدث، نقل کیا ہے۔ جو یہاں پر مذکور ہے۔ اس سلسلہ میں مزید وضاحت کیلئے مذکورہ کتاب ملاحظہ فرمالیں۔
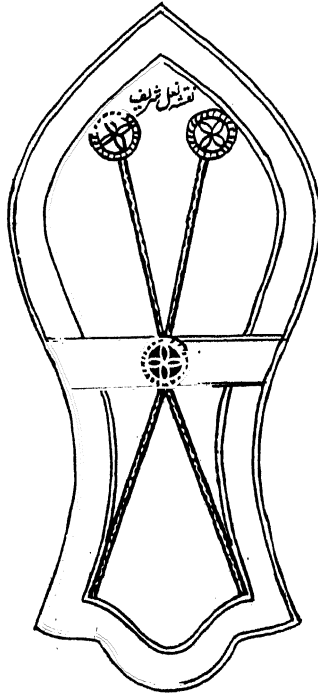
هٰذَا مِثَالُ نِعَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

حلیہ مبارک ان کا سن لیں صلی اللہ علیہ و سلم
صدقے جن پر جنت کی حوریں صلی اللہ علیہ و سلم
خیرالبشر کا فخر رسل کا محبوب رب کا ہادی کل کا
آؤ تصور میں دیدار کرلیں ، صلی اللہ علیہ و سلم
رشکِ یوسف حسن تھا ان کا بیمثل واللہ انکا سراپا
پائیں نہ مانند ہم لاکھ ڈھونڈیں صلی اللہ علیہ و سلم
سر سے سرداری ظاہر تھی بیضوی چہرہ پیشانی چوڑی
رخساروں سے گل شرمائیں ، صلی اللہ علیہ و سلم
سرگیں آنکھیں انڈوں جیسی پیالوں سے جیسے تسنیم چھلکی
مخمور کرتی مست نگاہیں صلی اللہ علیہ و سلم
پتلیاں کالی دیدے اجلے سرخی مائل ان میں ڈورے
شرم و حیا سے بھرپور آنکھیں صلی اللہ علیہ و سلم
ابرو انکے باہم ملتے ، گنگا جمنا ملتے ہوں جیسے

حسن کی معراج تھیں وہ کمانیں ، صلی اللہ علیہ و سلم

ناک تھی نازک اونچی پتلی ہونٹ بھی پتلے رسیلے گلابی

موتی جیسے دانتوں میں ریخیں ، صلی اللہ علیہ و سلم

سینہ کشادہ گردن لانبی ریش مقدس لانبی گھنی تھی

لانبی ، لانبی ، کالی پلکیں ، صلی اللہ علیہ و سلم

رنگ تھا دلکش گندم جیسا ، روئے مبارک پر نور ایسا

دیکھیں جو اک بار صد بار دیکھیں صلی اللہ علیہ و سلم

بوئے پسینہ مشک سے بہتر جلد مبارک ایسی منور

شمس و قمر بھی قربان جائیں صلی اللہ علیہ و سلم

بال تھے ان کے گھنگریالے نرم ملائم کالے کالے

کندھوں تک لہراتی زلفیں، صلی اللہ علیہ و سلم

ماہ کامل دھندلا دھندلا ، حسن یوسف پھیکا پھیکا

ان کے آگے سب شرمائیں ، صلی اللہ علیہ و سلم

دل موہ لیتا ان کا تبسم ، ایسا لگتا وقت تکلم

جاتی ہیں بکھری نورانی کرنیں ، صلی اللہ علیہ و سلم

ان کا قد بھی معجز نما تھا حد سے نہیں تھا حالانکہ اونچا

پھر بھی ،اونچا دیکھیں نظریں صلی اللہ علیہ و سلم

چلتے تھے تو ایسا لگتا صحراؤں میں کوئی ہے چلتا
جیسے اونچائی سے اتریں صلی اللہ علیہ و سلم

دست و پا تھے انکے سجیلے مضبوط مضبوط ایسے گٹھیلے
پل میں پہلوانوں کو پچھاڑیں صلی اللہ علیہ و سلم

میدان جنگ میں جونہی پہنچیں دشمن پریشان ہوکر بھاگیں
لرزہ ہو طاری دل ہل جائیں صلی اللہ علیہ و سلم

انسان کامل ہادی اعظم جن کے آگے سب کے سر خم
خیر البشر ایسے ہیں ہم میں صلی اللہ علیہ و سلم

پشت پہ تھی جب مہرِ نبوت تھے بال اس پر بیضہ کی صورت
ختم رسل پھر کیونکر نہ مانیں صلی اللہ علیہ و سلم

شرط ایماں ان سے محبت شرط محبت کامل اطاعت
سچا جھوٹا یوں پہچانیں صلی اللہ علیہ و سلم

اپنے آقا سردار کل پر بھیجو درود اس ختم رسل پر
جب تک رہے جان اخترؔ تن میں صلی اللہ علیہ و سلم

نعت

محمد مصطفیؐ ہیں وجہ تخلیق جہاں لاریب
محمد مرتضیٰؐ کاشف ہیں سرِ کن فکاں لاریب
محمد مجتبیٰؐ خیر الوریٰ سردار عالم ہیں
کمالات ان کے نام پاک ہی سے ہیں عیاں لاریب
محمد کی حیات طیبہ تفسیر قرآں ہے
محمد مصطفیؐ قرآن کے ہیں ترجماں لاریب
محمدؐ گفتگو کرتے تو گویا پھول جھڑتے تھے
یقیناً وہ تکلم میں تھے سب سے خوش بیاں لاریب
محمد کی محبت اور عظمت روحِ ایماں ہے
محبت ہی نہ ہو تو دین و ایماں پھر کہاں لاریب
محمدؐ ہادیِ عالم محمدؐ شافعِ محشر
مرے آقاؐ کی رحمت ہے یہاں بھی اور وہاں لاریب
محمدؐ ہی کے اسوہ میں سکون و امنِ عالم ہے
وگرنہ پھر نہیں ممکن ہے دنیا میں اماں لاریب
نبیوں کے نبی آقا محمدؐ ہیں حبیبؐ اپنے
نہیں آساں مکمل ان کے وصفوں کا بیاں لاریب